شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ

عبد الرشید عراقی

قسط نمبر ۱

شیخ الاسلام حافظ اب تیمیہؒ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اپنے دور میں علوم اسلامیہ میں جو مجتہدانہ مقام حاصل کیا۔ اس سے تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا شخص بخوبی واقف ہو گا۔ آپ بیک وقت علوم اسلامیہ کے تبحر عالم تھے۔ اللہ تعالی نے آپ کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے نوازا تھا۔ جس کی بدولت آپ نے تفسیر' اصول تفسیر' حدیث' اصول حدیث' فقہ' اصول فقہ' ادب و لغت' تاریخ و سیر' علم کلام' علم الخلاف' اسماء الرجال اور صرف و نحو میں مکمل مہارت حاصل کر لی کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ان کی ساری زندگی' درس و تدریس' وعظ و تبلیغ' شرک و بدعت کی تردید و توبیخ اور اعلائے کلمۃ الحق اور قرآن و حدیث کی نشرو اشاعت میں بسر ہوئی۔ وہ صرف اس میدان کے سپاہی نہ تھے بلکہ رشغ رمضان کے جوہر دکھانے میں بھی عدیم المثال تھے۔ صرف زبان و قلم سے ہی جہاد نہیں کیا۔ بلکہ تیغ و سنان سے بھی اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔

مولانا محمد یوسف کوکن عمری لکھتے ہیں کہ :

امام ابن تیمیہؒ (۶۶۱۔۷۲۸) کی زندگی بہت ہی ہنگامہ خیز رہی۔ انہوں نے اپنے زمانے کے تمام علوم متداولہ میں غیر معمولی کمال حاصل کیا۔ آبائی حنبلی ہونے کے باوجود تقلید کے قیود سے آزاد رہ کر ہر ایک دینی مسئلے کا گہرا مطالعہ کیا اور ہر معاملے میں کتاب و سنت ہی کو اپنا رہبر قرار دیا۔ اللہ تعالی نے ان کی زبان اور ان کے قلم میں بڑی تاثیر دے رکھی تھی۔ اس نے ان دونوں سے کام لے کر انہوں نے عام مسلمانوں کو ان کے خواب غفلت سے جگانا شروع کیا اور اس طرح ملت اسلامیہ کے مردہ جسم میں ایک تازہ روح پھونک دی اور جب

زبان و قلم سے آگے بڑھ کر تیر و سنان اور تلوار سے خدا کے راستے میں جہاد کرنے کا موقعہ آیا تو اس وقت بھی انہوں نے غیر معمولی سپاہیانہ جوہر دکھائے۔ اس زمانہ کے علوم متداولہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا۔ جو ان کے نقد و تبصرے سے بچا ہو۔ انہوں نے اپنے زمانے کے ہر ایک علم کو کتاب و سنت کے معیار پر جانچا اور اس میں حق و باطل کی آمیزش کو پورے طور پر واضح کیا۔ علمائے مقلدین نے ان کی سخت مخالفت کی اور جب ان کے حریف زبان و قلم سے ان کا جواب دینے سے عاجز ہو گئے تو انہوں نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے ان کو بار ہا قید و بند کی مصیبتوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ شیخ ابن تیمیہؒ نے قید کی حالت میں وفات پائی۔ (امام ابن تیمیہؒ ص ۱)

قوت حافظہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو حافظہ اور قوت استحضار عطا فرمائی تھی اس کا اہل فن اور ان کے معاصرین نے اعتراف کیا ہے اور ان سب کی متفقہ رائے ہے کہ:

ابن تیمیہؒ قوی الحفظ، سریع الفہم اور ذہین و ذکی تھے۔ حافظ شمس الدین زیلکی فرماتے ہیں۔

میں نے ان سے زیادہ متون (حدیث کے الفاظ اور اصلی عبارات) کا یاد رکھنے والا اور ہر وقت ان سے کام لینے والا اور ان کا صحیح جواب دینے والا اور نسبت کرنے والا نہیں دیکھا۔ حدیث کا ذخیرہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے اور زبان کی نوک پر تھا۔ (القول الجلی ص ۱۰۱)

شیخ الاسلام بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔ حدیث کا ذخیرہ جتنا عظیم اور وسیع ہے۔ شیخ الاسلام کو اس پر مکمل عبور تھا۔ اس لئے آپ کے معاصرین نے آپ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا۔

يصدق عليه ان يقال كل حديث لا يعرفه ابن تيميه فليس

بحدیثہ

ان کے متعلق یہ کہنا درست ہو گا کہ جس حدیث کو ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔ (الکواکب الدھریہ ۱۴۵)

ان کے معاصرین نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کئی صدیوں سے ان جیسا قوی الحفظ انسان پیدا نہیں ہوا اور ذہانت میں بھی ان کی مثال نہیں تھی۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ امام ابن تیمیہ ذہانت اور سرعت فہم میں عجوبہ روزگار تھے۔

علمی تبحراور جامعیت

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کے غیر معمولی حافظہ، ذوق مطالعہ، وسعت علم، محقق فکر اور ذہانت پر اہل سیراور علمائے فن کا اتفاق ہے۔

انہوں نے تمام علوم اسلامیہ اور رائج الوقت علوم و فنون میں ایسا تبحراور جامعیت پیدا کر لی تھی کہ ان کے معاصرین ان کے تبحراور جامعیت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے اور اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ :

ابن تیمیہؒ علم کا دریا اور اسلام کا بولتا ہوا کتب خانہ ہیں۔ ۷۰۰ھ میں جب امام ابن تیمیہؒ مصر تشریف لے گئے تو ان کی ملاقات شیخ الاسلام تقی الدین ابن دقیق العید (۶۲۵ - ۷۰۲ھ) سے ہوئی اور ملاقات کے بعد علامہ ابن دقیق العید نے فرمایا :

جب ابن تیمیہؒ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ تمام علوم اس شخص کے سامنے ہیں جو وہ چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ (الردالوافر ص ۳۱)

علامہ کمال الدین الزملکانی (۶۶۷-۷۲۷ھ) جو حافظ ابن تیمیہ کے معاصر بھی تھے اور متبحر عالم تھے۔ ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا تھا اور امام صاحب کے شدید ترین مخالفین میں سے تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے ان سے کئی مناظرے بھی کئے۔ اور امام کے خلاف کئی رسالے بھی لکھے۔ لیکن اس کے باوجود امام ابن

تیمیہؒ کے تبحر علمی کے معترف تھے۔ وہ فرماتے ہیں :

جب کسی فن کے اندر ان سے سوال کیا جاتا تو دیکھنے اور سننے والا سمجھتا کہ وہ اس فن کے سوا کچھ نہیں جانتے اور یہ رائے قائم کرلیتا کہ کوئی دوسرا شخص ان کا اس فن میں ہمسر نہیں۔ (الردالوافر ص ۳۰)

علامہ ابو الفتح ابن سید الناس الیعمری (م ۷۳۴ھ) کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ امام ابن تیمیہؒ سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد اپنے تاثرات درج ذیل الفاظ میں بیان کئے :

یہ شخص علوم و فنون کا جامع ہے۔ سنن و آثار کا حافظ ہے۔ جب تفسیر پر لب کشائی کرتا ہے تو بہت بڑا مفسر نظر آتا ہے۔ فقہ کے کسی مسئلہ پر جب فتوی دیتا ہے تو اس کی بصیرت کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ حدیث پر جب باب ثمن وا کرتا ہے تو صاحب علم و تداوت نظر آتا ہے۔ اقوام وملل کی تاریخ پر جب مصروف تکلم ہوتا ہے تو اس کی وسعت نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہر علم میں اپنے ابنائے جنس پر فائق ہے۔ جس کسی نے اسے دیکھ لیا پھر اس جیسا کسی کو نہ پایا۔ خود اس کی آنکھوں نے اپنی جیسی ہستی کاہے کو کبھی دیکھی ہو گی۔ اس کی مجلس میں لوگوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ تشنگان علم حاضر ہوتے ہیں اور ان کے میٹھے سمندر سے پیاس بجھاتے اور ان کے فضل کے موسم بہار سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (الکواکب الدریہ ۱۴۱)

حافظ تقی الدین بن سبکی (۶۸۳ھ - ۷۵۶ھ) کا شمار بھی اکابر شوافع میں ہوتا ہے۔ بعض فقہی مسائل میں ان کا امام ابن تیمیہؒ سے اختلاف رہا ہے اور امام صاحب کی تردید میں ان کی کتابیں بھی ملتی ہیں۔ ان کی مشہور کتاب "شفاء السقام فی زیارہ خیر الانام" ہے جو آپ نے امام ابن تیمیہؒ کی تردید میں لکھی۔ اس کتاب کا جواب امام صاحب کے تلمیذ رشید حافظ شمس الدین جو تاریخ میں ابن عبد الهادی کے نام سے مشہور ہوئے۔ "الصارم المنکی فی الرد علی السبکی" کے نام

سے جواب دیا۔ حافظ ذہبی نے علامہ ابن سبکی کو امام ابن تیمیہؒ کی مخالفت سے باز رہنے کی درخواست کی تو حافظ ابن سبکی نے بذریعہ خط حافظ ذہبی کو لکھا کہ :

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بارے میں آپ : قول تو میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ شرعی اور عقلی علوم میں ان کی نظر بہت وسیع اور گہری ہے۔ ان کی ذہانت ان کا اجتہاد اور تمام علوم میں ان کا غیرمعمولی کمال ہماری تعریف و توصیف سے بھی بالاتر ہے۔ میں ان کے کمالات کا پورا معترف ہوں اور ہمیشہ ان کا معترف رہوں گا۔ میرے دل میں ان کی عزت اور قدر اس سے بھی زیادہ ہے جو ظاہر میں دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالی نے ان کے اندر ورع و تقویٰ' زہد و دیانت اور بے غرض نصرت حق کے اوصاف جمع کر دیئے ہیں۔ انہوں نے سلف صالحین کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنا لیا ہے اور وہ ان کے انوار قدسیہ سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ ان کی اس طرح کی زندگی درحقیقت ایک عجوبہ روزگار ہے۔ جس کی مثال نہ تو موجودہ زمانے میں اور نہ پرانے زمانے میں ملتی ہے۔ (الکواکب الدریہ ص ۱۴۶)

حافظ شمس الدین ذہبی (م۷۴۸ھ) شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں اگر رکن مقام ابراہیم کے درمیان مجھے قسم دے کر پوچھا جائے تو میں حلفیہ کہوں گا کہ نہ میں نے علم میں ان جیسا دیکھا اور انہوں نے اپنے جیسا دیکھا۔

جب وہ اختلافی مسائل میں کسی مسئلے کو چھیڑتے تھے اور اس پر دلیلیں دیتے اور ایک دوسرے پر ترجیح دینے لگتے تھے تو لوگوں کو ان کی معلومات کی وسعت پر بڑا ہی تعجب ہوتا تھا۔ وہ مجتہد ہونے کے سزاوار تھے۔ کیونکہ ان میں اجتہاد کی تمام شرطیں پائی جاتی تھیں۔

ان کو صحابہ اور تابعین کے مذاب کے معرفت میں یدطولی حاصل تھا۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ چاروں اماموں کے قول کو بیان نہ کریں۔

مشہور مسائل میں انہوں نے چاروں اماموں سے اختلاف کیا اور ان پر کتابیں لکھی ہیں اور کتاب و سنت سے اپنے دعوؤں پر دلیلیں دی ہیں۔

وہ کسی خاص مسلک اور مذہب کے پابند نہیں تھے۔ جو قول بھی ان کو حق معلوم ہوتا تھا۔ اس کے مطابق وہ فتوی دیتے تھے۔ انہوں نے خالص سنت اور سنت صالح کے طریقے کی حمایت کی۔ وہ ذکاوت اور سرعت ادراک میں ایک نشان تھے اور کتاب و سنت اور اختلافی مسائل اور تعلیمات کے جاننے میں ماہر اور بے پناہ متشدد تھے۔ علوم سنت کے استحضار اور دلائل دہرانے کے استنباط میں ان کا گہرا مطالعہ اور احاطہ بہت ہی عجیب و غریب تھا۔ ان پر یہ بات صادق آتی تھی کہ جس حدیث کو ابن تیمیہؒ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔ (مجموع الدرر ص ۱۴۵)

استقلال فکری اور شجاعت

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ صاحب علم و قلم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے اور استقلال فکری میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ امام صاحب کے سامنے جب بھی کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اس کو کتاب و سنت اور آثار سلف صالح کی روشنی میں حل کرتے۔ ان کے ایک شاگرد ابو حفص بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے ان سے زیادہ کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں سخت اور بے لچک نہیں پایا۔ اسی طرح اتباع رسول میں وہ سب سے زیادہ حریص اور اس کی تائید و نصرت میں پیش پیش رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسئلہ میں ازرائے حدیث وہ کوئی فتوی دیتے تھے تو پھر وہ اسی پر عمل کرتے تھے اور یہ اطمینان ہو جاتا تھا کہ کسی دوسری حدیث سے اس کی تنسیخ ثابت نہیں تو پھر وہ اسی پر عمل کرتے تھے اس کے مطابق فتوی دیتے تھے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ (الکواکب الدریہ ۱۶۶)

شجاعت میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی شجاعت، دلیری

اور موت سے بے خوفی ان کے معاصرین حتی کہ ترک سرداروں اور فوجی افسروں کے لئے بھی حیرت انگیز تھی۔ حافظ سراج الدین بیان کرتے ہیں:

جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو دشمن کی صفوں میں اس طرح گھومتے تھے جیسے بڑے سے بڑا بہادر اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جیسے بڑے سے بڑا ثابت قدم شہسوار وہ دشمن کو اپنے حملوں سے چور چور کر دیتے تھے اور اس بے تکلفی سے دشمن فوج میں گھس جاتے تھے جیسے ان کو موت کا کوئی ڈر نہیں۔ (الکواکب الدریہ ص۱۷۱)

اخلاص و انہماک

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو اخلاص و انہماک ہے۔ انکی ساری زندگی علم دین کی خدمت میں بسر ہوئی۔ اللہ تعالی نے ان کو اخلاص کی نعمت سے مالامال کیا تھا اور طلب حق کے معاملہ میں اللہ تعالی نے ان کے دل میں خلوص پیدا کیا تھا۔ اس لئے کہ ان کی ساری زندگی علم دین کے اشتغال، افتاء، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ، تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق میں گزری۔ صاحب الکواکب الدریہ لکھتے ہیں کہ:

ابن تیمیہؒ نے جب انتقال کیا تو ان کی میراث ہی علم تھا اور یہ سنت نبویؐ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ علماء وارثین انبیاء ہیں۔ انبیاء نے دینار و درہم کبھی اپنی میراث نہیں چھوڑے۔ انہوں نے علم کی میراث چھوڑی جس کو یہ میراث ملی وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ (الکواکب الدریہ ص ۱۵۷)

امام ابن تیمیہؒ کے اخلاص و انہماک کی ایک بڑی دلیل یہ تھی کہ انہوں نے اپنے حریفوں کو ہر موقع پر معاف کیا۔ کسی سے ذاتی بدلہ نہیں لیا۔ ان کا سارا اختلاف علمی و دینی تھا۔ قاضی ابن مخلوف ان کے سب سے بڑے حریف تھے۔ ان کو آپ نے معاف کر دیا۔

مولانا ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

اس اخلاص و انہماک کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے ۶۷ سال کی مصروف اور تیراز حوادث واقعات اور تلاطم خیز زندگی میں تصنیفات و تحقیقات اور علمی آثار کا ایک ایسا ذخیرہ چھوڑا۔ جو اہل علم کی ایک پوری جماعت کے لئے سرمایہ افتخار بن سکتا ہے۔ اسی اخلاص و انہماک کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے زمانہ پر ایسے دیرپا اثرات چھوڑے کہ وہ بجا طور پر ایک نئے دور کے بانی اور ایک عہد آفرین شخصیت کے مالک کہے جا سکتے ہیں۔ (تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲ ص ۱۵۵)

اخلاق و عادات اور ذاتی اوصاف

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی زندگی اسوہ رسول ﷺ کا ایک روشن ترین نمونہ تھی۔ وہ اپنے ہر فعل اور عمل میں کتاب و سنت کو پیش نظر رکھتے تھے۔ فرائض و سنن کے پابند تھے۔ عبادت کا ذوق اور اس میں انہماک اس قدر زیادہ تھا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی رات نوافل کے ادا کرنے اور تلاوت قرآن مجید میں بسر ہوتی۔ فجر کی نماز کے بعد سورج چڑھنے تک ذکر و اذکار اور استغفار میں مشغول رہتے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اذکار پوری دیانتداری اور دلجمعی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ نے ہمیشہ فقر کو ترجیح دی۔ دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ دنیا سے ان کا تعلق برائے نام تھا۔ تواضع اور فروتنی میں بھی ان جیسا کوئی نہیں تھا۔ ہر بڑے چھوٹے، معزز اور عامی کے لئے متواضع رہتے تھے۔ غریب آدمی کی بہت عزت کرتے اور اس کی دلجوئی کرتے تھے۔

سخاوت و ایثار امام ابن تیمیہؒ کا نمایاں وصف تھا۔ ان کے معاصرین و احباب ان کی سخاوت کے بے حد معترف تھے۔ صاحب الکواکب الدریہ لکھتے ہیں:

وھو احد الاجواد الا سخیاء الفاین یضرب لھم المثل۔

ترجمہ :۔ وہ ان معدودے چند اہل سخاوت میں سے ہیں جن کی سخاوت ضرب

المثل ہے۔ (الکواکب الدریہ ص ۱۵۸)

اگر کسی وقت ان کے پاس صدقہ و خیرات کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی اور سائل آ جاتا تو اپنی قمیض اتار کر دے دیتے تھے۔

زہد و تقوی' طہارت میں بھی امام ابن تیمیہؒ کی مثال نہیں ملتی۔ ان کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ دنیا میں ان جیسا زاہد کوئی نہیں دیکھا گیا اور آپ کا زہد ضرب المثل بن چکا تھا۔ آپ کی پوری زندگی عفت' عبادت' معاش اور لباس و خوراک میں میانہ روی اختیار کرنے میں بسر ہوئی۔

اتباع سنت میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا کوئی ثانی نہیں اور اتباع سنت میں انکے کمال کا ان کے مخالفین نے بھی اعتراف کیا ہے۔ صاحب الکواکب الدریہ نے حافظ سراج الدین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کا اتنا ادب و احترام کرنے والا اور آپؐ کے اتباع اور آپؐ کے دین کی نصرت کی حرص رکھنے والا ابن تیمیہؒ سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔ (الکواکب الدریہ ص ۱۴۹)

صاحب جلاء العنین نے علامہ عماد الدین الواسطی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم نے اپنے زمانہ میں ابن تیمیہؒ ہی کو ایسا پایا کہ نبوت محمدیؐ کا نور ان کی زندگی میں سنتوں کا اتباع' ان کے اقوال و افعال میں عیاں تھا۔ قلب سلیم اس کی شہادت دیتا تھا کہ حقیقی اتباع اور کامل پیروی اس کا نام ہے۔ (جلاء العنین ص ۸)

امام صاحب کی ساری زندگی اتباع سنت میں گزری اور اس کے ساتھ شدت کی نصرت و حمایت میں بھی اِن کی مثال نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں ان کو مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ بلکہ سنت کے مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر محاذ پر اللہ تعالی کے فضل و کرم سے کامیابی و کامرانی حاصل کی۔

صاحب جلاء العنین نے حافظ ذہبی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ :

سنت کی نصرت کے جرم میں ان کو بہت ڈرایا دھمکایا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سرخرو اور معزز کیا اور اہل تقویٰ کے قلوب کو ان کی محبت اور دعا کے لئے جمع کر دیا۔ (جلاء العنین ص ۸)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ صاحب فراست و کرامت بھی تھے۔ اہل فن اور تذکرہ نگاروں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے شاگرد خاص حافظ ابن القیم لکھتے ہیں :

میں نے شیخ الاسلام کی فراست کے عجیب و غریب واقعات کا مشاہدہ کیا ہے اور جو واقعات میرے مشاہدہ میں آئے ہیں (بلکہ میں نے معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں) وہ اور بڑھ چڑھ کر ہیں۔ ان کی فراست کے واقعات کے نقل کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہئے۔ (مدارج السالکین ج ۱ ص ۲۵۰)

امام ابن تیمیہؒ نہ صرف ایک بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ مجتہد، مورخ، ادیب، نقاد، متکلم، معلم، مصنف ہی نہ تھے۔ بلکہ بہت بڑے زاہد و متواضع، عابد، صاحب فراست بھی تھے اور ان کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا تھا۔

حافظ ابن القیم شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے تلمیذ خاص تھے۔ ان کی مشہور کتاب مدارج السالکین ہے۔ اس کتاب میں حافظ ابن القیم نے علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار بیان کئے ہیں۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں فکر حکیم، خلق قویم اور تدین مسلک و سلف کا صحیح فلسفہ سب کچھ موجود ہے۔ حافظ ابن القیم میں اس کتاب میں شیخ الاسلام کی تصنیفات و کیفیات کا بہت ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں :

امن طالع شرح منازل السائرین تبین له انهما کانا من اکابر اهل السنة و الجماعة و من اؤلیاء هذه الامة۔

ترجمہ :۔ جو شخص منازل السائرین کی شرح مدارج السالکین کا مطالعہ کرے گا

اس پر واضح ہو جائے گا کہ ابن تیمیہؒ و ابن القیم اہل سنت و الجماعت کے اکابر اور امت محمدی کے اوّلیاء میں سے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۲٦٧)

مولانا عطا اللہ حنیف بھوجیانی (م ١٩٨٧ء) لکھتے ہیں کہ:

حافظ ابن القیمؒ نے مدارج السالکین میں اپنے استاد امام ابن تیمیہؒ کے ملفوظات و معمولات اور تصوفی نکات سے مباحث کتاب کو زینت بخشی ہے۔ (حیات ابن تیمیہ ص ٧٦٥)

مشکلات میں آپ کا معمول یہ تھا کہ آیات سکینت کی تلاوت فرماتے۔ جن کی برکت سے وہ مشکل دور ہو جاتی۔ حافظ ابن القیمؒ نے وزادالمعاد، ج ا ص ۱۱۰) پر لکھا ہے کہ ایک دفعہ مجھے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بتایا کہ میں ایک دفعہ شیطان کے اثر سے ایک بیماری میں مبتلا ہوا تو میں نے حاضرین سے کہا کہ آیات سکینت کی تلاوت کرو، بس ان آیات کا تلاوت ہونا تھا کہ بیماری رفع ہو گئی گویا کہ کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ آیات سکینت یہ ہیں:

۱۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴۸
۲۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۲٦
۳۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۴۰
۴۔ سورہ الفتح آیت نمبر ۴ ۔ ۱۸ ۔ ۲٦

امام ابن تیمیہؒ کا جذبۂ جہاد

ساتویں صدی ہجری کا زمانہ وسطی ایشیا کی اسلامی سلطنتوں کے لئے بہت ہی ہولناک زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں قراقرم کی پہاڑیوں سے تاتاریوں کا ایک زبردست طوفان اٹھا جس کی وجہ سے اسلامی سلطنتوں کی بنیادیں ہل گئیں۔ بے شمار مسلمان تہ تیغ ہو گئے اور بہت سے آباد شہر ویران ہو گئے۔

٦٩٩ھ کا واقعہ ہے کہ تاتاریوں نے شام پر ہلہ بول دیا۔ شامی فوجوں کے ساتھ مصری فوجیں بھی تھیں لیکن اسلامی فوجوں نے شکست کھائی اور تاتاریوں

نے خوب خونریزی کی۔ مسلمانوں کو کافی ہزیمت اٹھانی پڑی اور راہ فرار اختیار کی۔ دمشق میں بہت سراسیمگی پھیل گئی۔ لوگوں نے دمشق سے بھاگنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اعیان شہر اور اکابر علمائے کرام نے بھی راہ فرار اختیار کی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے اہلیان شہر اور اکابر علمائے کرام کو جمع کیا اور آپس میں مشورہ کیا کہ تاتاری بادشاہ قازان سے ملنا چاہئے اور اس سے دمشق کے لئے پروانہ امن حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ ایک وفد لے کر تاتاری بادشاہ قازان سے ملے۔ اس سے بڑی بیباکی سے گفتگو کی اور اس سے پروانہ امن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تاتاری بادشاہ آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ :

میں نے ایسا نڈر آدمی نہیں دیکھا۔

۷۰۰ھ شروع ہوا تو تاتاریوں نے دوبارہ دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں امام ابن تیمیہؒ بھی شریک ہوئے اور شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ حقیقت لوگوں کے سامنے واضح ہو گئی کہ امام ابن تیمیہؒ صرف پردہ نشین عالم ہی نہیں صاحب سیف مجاہد اور دلیر با حوصلہ سپاہی بھی ہیں۔ وہ صرف دولت علم ہی سے مالا مال نہیں ہیں' دلیری' شجاعت اور بہادری کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ اس جنگ میں تاتاریوں کو شکست فاش ہوئی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی عطا کی۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۱۴ ص ۱۲

تصانیف

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی ساری زندگی درس و تدریس' تصنیف' تالیف' وعظ' تبلیغ اور تحقیق و تدقیق میں بسر ہوئی۔ آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا اور ہر موضوع کا حق ادا کر دیا۔ مشہور اہل حدیث عالم اور محقق اور شیخ الاسلام ابن

تیمیہؒ کے شیدائی حضرت مولانا محمد عطا اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء) نے حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ میں آپ کی تصانیف کی فہرست درج کی ہے اور جو کتابیں مطبوع ہیں ان کا حواشی میں ذکر کر دیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ تفسیر	۱۰۲
۲۔ حدیث و متعلقات حدیث	۴۱۰
۳۔ فقہ و فتاوی	۱۳۸
۴۔ اصول الفقہ و متعلقاتہ	۲۸
۵۔ عقائد و کلام	۱۲۶
۶۔ اخلاق اور زہد و تصوف	۷۸
۷۔ فلسفہ و منطق پر نقد و جرح	۱۷
۸۔ مکاتیب	۷
۹۔ متفرقات	۵۴
میزان	۵۹۱

(حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص ۸۰۸ تا ۸۳۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تصنیفات بہت سے خصوصیات کی حامل ہیں۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رقمطراز ہیں کہ:

قرآن مجید کا گہرا علم، مقاصد شریعت سے گہری واقفیت اور اصول فقہ اور اصول تشریع کا ملکہ راسخ ان کی ہر تصنیف ہیں ان کا رفیق ہے۔ وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اس میں اپنے تازہ علم سے جان ڈال دیتے ہیں ان کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ہو گی۔ جس میں کچھ نئے علمی حقائق، علمی نکتے، ناقدانہ بحثیں اور جدید اصولی مباحث نہ ملیں اور قرآن مجید کے فہم کی ایک نئی راہ اور شریعت کے مقاصد کے سمجھنے کا نیا دروازہ کشادہ نہ ہو۔ (تاریخ دعوت و عزیمت ج ۲ ص ۳۴۳)